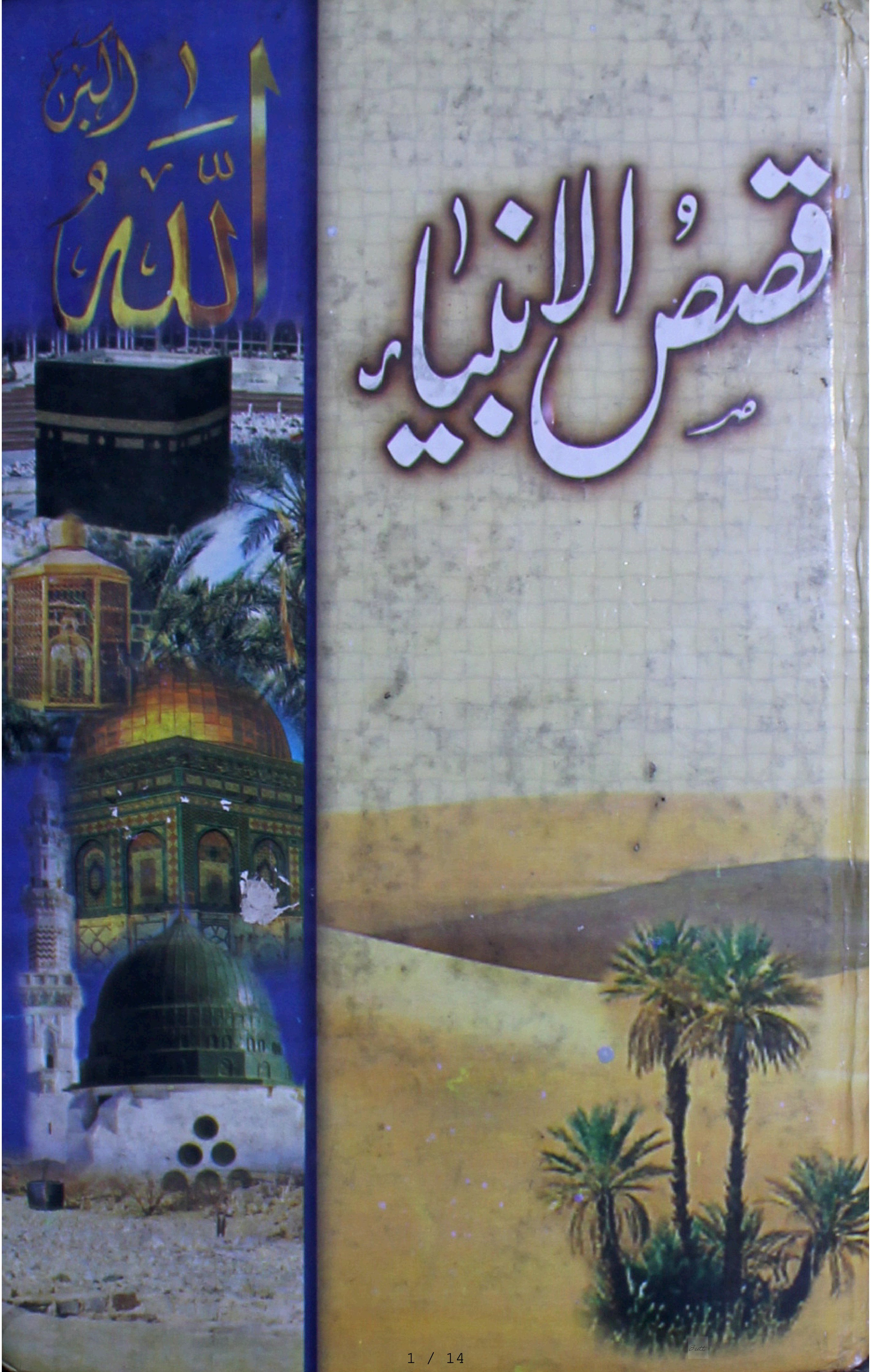

قصص الانبیاء
اللہ اکبر

وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ

قِصَصُ الانبیاءؑ

مترجم

تصحیح و جدید موضوع بندی

حامد سلطان قادری

ممتاز اکیڈمی

اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان

7230718

نام کتاب : ——— قصص الانبیاء
بتصحیح و جدید موضوع بندی ——— حامد سلطان قادری
ناشر : ——— شکیل ممتاز
پرنٹر : ——— پرنٹرز لاہور
کتابت : ——— بشیر احمد
قیمت : ——— روپے

بیان حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت مشہور پیغمبروں میں سے ہیں اور ان کے سلسلے نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریب ہی رشتہ میں حضرت عیص کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجہ کے صابر تھے آپ کا ملک شام تھا۔ افرائیم بن یوسف کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو وہ پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے پھر خود پہنتے تھے۔ کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ صرف نبی بنائے گئے تھے لیکن اس ابتلا کے بعد وہ رسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و فرزند عنایت کیے تھے غرضیکہ وہ دنیاوی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے اللہ قدوس کی شب و روز عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر اللہ کی درگاہ میں عرض کی اے رب تیرا بندہ ایوب جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ تیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا پس ہم کو اس کے پاس جانے کی اجازت دیدی جائے پھر دیکھیں کہ تیری عبادت و بندگی کیونکر کرتا ہے اور پھر کس طرح ثابت قدم رہتا ہے ہم اس کو کسی راستے سے گمراہ کریں گے یہ سنکر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دیدی تاکہ حضرت ایوب کو آزمایا جائے شیطان لعین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا کہ حضرت ایوب عبادت الٰہی میں مشغول ہیں بہرصورت شیطان لعین نے چاہا کہ میں حضرت ایوب کو کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی طرح سے حضرت ایوب کو مغالطہ نہ دے سکا۔

آخر شرمندہ ہو کر مردود لعین چلا گیا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے ان کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لیے وہ ادائے شکر کرتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے فرشتو! طاعت و بندگی اس کی عوض دولت کے نہیں بلکہ وہ تو خاص میرے لیے ہے اور جو جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکریہ میں وہ ضرور میری بندگی کرے گا اور وہ ہر حال

میں ہماری رضا پر رضا کرو صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہے حالت فقیری میں اس سے زیادہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے بذات خود برائے آزمائش کے بلاؤ مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر لی تھی تاکہ پریشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابروں میں شامل کرے اور میں بہت زیادہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاؤں بذریعہ وحی کے حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا گیا اے ایوب تو مجھ سے صحت و تندرستی مانگتا بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ایوب نے اپنے پروردگار سے مؤدبانہ عرض کی کہ اے میرے رب میرے لیے مصیبت تیری بہتر ہے۔ صحت و عافیت سے پس بخواہش اپنی مرضی مرض میں گرفتار ہوئے مرضی الٰہی سے ان کے تمام بدن میں پھپھولے پڑ گئے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس کے جواب میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھائی ہم تو اس کے عوض میں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ایوب کا اللہ تعالیٰ کو ناگوار اور برا معلوم ہوا۔ چنانچہ اسی کلام کی پاداش میں حضرت ایوب کو زخموں کے کیڑوں کے مرض میں مبتلا کیا۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اول نقصان مال و اسباب کا ہوا اور اس کے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی اور پھر یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں کیونکہ ان کی اولاد تو چھت کے تلے دب کے مر گئی ہے اور پھر اس کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری ہاتھی گھوڑے اونٹ گائے بیل مویشی وغیرہ وہ سب مر گئے۔ پھر اس کے بعد پاسبانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی تو آپ اس وقت عبادت الٰہی میں مشغول تھے بعد فراغت عبادت الٰہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھیں غیب سے آگ آئی وہ سب کو جلا گئی۔ حضرت ایوب نے اس کے جواب میں کہا کہ میں کیا کروں جس کی چیز تھی اس نے اس کو جلا دیا یہ کہہ کر وہ پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے پھر اس کے بعد ایک آگ آئی تو اس نے جتنے گائے بیل تھے وہ سب کو جلا دیا چرواہے نے آکر حضرت ایوب کو خبر دی کہ اے اللہ کے نبی آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے۔ وہ سب نذر آتش غیب ہو گئے یہ سنکر حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اس کے بعد شتربانوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے حضرت جتنے ہزار اونٹ آپ کے تھے وہ سب

سب جل گئے۔ یہ سنکر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرضی الٰہی یہی ہے میں کیا کروں۔ پھر کچھ دیر کے بعد یہی سائیسوں نے آکر کہا اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مر گئے کوئی بھی نہ بچا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو اسی میں راضی ہیں جس میں ہمارا اللہ راضی ہے سوائے مشیت الٰہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث گھر دروازے فرش فروش چھت پردے سب آگ سے جل گئے۔ غرضیکہ کوئی چیز باقی نہ رہی اور اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کی عبادت میں مشغول تھے، شعلے آگ کے ان کے سامنے آکر گرے لوگوں نے گھبرا کر حضرت ایوبؑ سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سنکر آپ مسکرائے اور آپ نے فرمایا لوگو! اللہ کا شکر ہے کہ ہنوز جان باقی ہے بہر حال جو ہے وہ بہت بہتر ہے پھر دوسرے دن چار بیٹے تین بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں اتفاقاً معلم صاحب کسی کام کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ حضرت معلم صاحب نے جا کر حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مر گئی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے۔ غرض زن و فرزند مال و متاع گھر بار سب جاتا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی۔ غم فرزنداں سے صبر کرتے اور اپنی بیوی کو سمجھاتے اور یہ کہتے تھے کہ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ۔ یعنی صبر کشادگی کی کنجی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز میں ہی ان کے جسم میں ایک پھپھولا پڑا اور اس سے زخم پیدا ہو گیا اور یہاں تک کہ تمام بدن کا گوشت سڑ کے کیڑے پڑ گئے اور باوجود اتنی سختی تکلیف اور پریشانی کے پھر بھی اللہ کی عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے تھے بلکہ اور زیادہ عبادت میں مصروف رہتے اور حالت اس درجہ خراب ہو گئی کہ ایک ہی جگہ پڑے رہتے اٹھنے بیٹھنے ہلنے جلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح چار برس تک ذی فرش رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کیڑے پڑ گئے تھے۔ خویش و اقربا اپنے بیگانے محلے والے ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا، چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلقہ ہو گئیں، صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا۔ وہ بہت نیک بخت تھیں وہ ہر وقت حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے حضرت ایوب سے کہا کہ جس طرح میں آپ کی صحت و تندرستی میں اور دولت و نعمت کھانے پینے میں شریک حیات تھی اب اس مصیبت میں بھی انشاء اللہ ہر وقت آپ کی شریک حیات رہوں گی اور آپ کی خدمت بجا لاؤں گی

ہو سکے گی کروں گی۔ اور جو کچھ رنج و مصیبت ہوگی اس کو برداشت کروں گی۔ اور مجھے امید ہے کہ آخرت میں میری نجات کا سبب ہوگا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پس اسی پریشانی و مصیبت میں سات برس گزرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی مرض میں تقریباً اٹھارہ سال گزرے یعنی ان کے تمام بدن کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور ان زخموں کی بدبو کی وجہ سے محلہ میں نہیں رہ سکتے اور ہم یہ بھی ڈرتے ہیں کہ خدانخواستہ اگر ان کی بیماری ہم میں سرایت کر گئی تو ہم سب بھی اسی مرض میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت ایوب کو اس قریہ میں رہنے نہ دیا اور خویش و اقربا کسی نے بھی نہ پوچھا۔ صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک بیوی جن کا نام رحیمہ تھا۔ اور دو شاگرد ان کے پاس رہے۔ ان لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں لے جا کر رکھا۔ پس یہ حالت دیکھ کر بہت روتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ ہماری سرداری کہاں گئی اور زن و فرزند اور میرے عزیز و اقارب کہاں گئے آج کوئی کام نہیں آتا مگر صرف تو ہی میرا مالک اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ خرابی میرے اندر ہے کہ لوگ اپنے گاؤں سے مجھے دور کرتے ہیں پھر وہاں سے اٹھا کر تیسرے گاؤں میں رکھا تو وہاں کے لوگوں نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھا تو نفرت کرنے لگے۔ اور پھر اپنے گاؤں سے بھی نکال دیا۔ آخر دونوں شاگردوں نے ان کو ناچار ہو کر ایک میدان میں لے جا کر ایک درخت کے سایہ تلے رکھا اور وہ دونوں شاگرد کچھ روز کے بعد واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ صرف ان کی بیوی رحیمہ ان کی خدمت میں رہی۔

کہتے ہیں کہ بی بی رحیمہ ہر روز حضرت کو اس میدان میں اکیلا چھوڑ کر محلے میں محنت و مشقت کر کے اور جو کچھ ملتا وہ لا کر کھلاتیں اور پھر دست بستہ خدمت میں رہتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی عادت کے موافق گاؤں میں نکل گئیں کہ کچھ محنت و مشقت کر کے اپنے معذور شوہر کو کھلائیں اس دن کسی نے بھی مزدوری میں نہ بلایا۔ آخر شام کے وقت نہایت حیران پریشان مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگیں کہ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں گی اور ان کو کیا کھلاؤں گی الٰہی آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے۔ یہ کہہ کر ایک عورت کے پاس گئیں سوال کیا کہ اے بی بی مجھ کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ہے تم مجھ کو کچھ دے دو تاکہ میں اپنے شوہر کی جا کر خبر لوں کیونکہ وہ شدید مرض میں مبتلا ہے اس کو کھلاؤں گی اور کل جو مزدوری ہوگی اس سے میں ادا کر دوں گی وہ کافرہ

عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش نظر آتے ہیں تھوڑے سے
کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھانے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سن کر مدد ویڑیں اور نہایت عاجزی و
انکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت بالکل
نہیں ہے بجائے عصا کے میرے ان بالوں کو پکڑ کر نماز کے لیے اٹھتا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا
لیکن اس کافرہ عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحیمہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر
اس کافرہ عورت کو دیدیے اور اس کافرہ عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں۔
اس وقت شیطان مردود نے بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جا کر کہا کہ تیری بیوی
کو فلاں عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوبؑ یہ سنکر
بہت غمگین ہوئے اور اس پریشانی کی حالت میں بہت روئے۔ کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کر جب
قدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں ایسا کبھی نہ روئے مگر شیطان علیہ اللعنۃ کی
تہمت دینے سے اپنی بیوی پر روئے اور قسم کھا کر عہد کیا کہ میں اگر اس بیماری سے آرام پاؤنگا
تو اپنی رحیمہ کو سو درے ماروں گا اور بعضے علما مورخین لکھتے ہیں کہ بال کاٹنے کا کوئی ثبوت
نہیں بلکہ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحیمہ گاؤں سے محنت ومشقت کر کے حضرت ایوب
علیہ السلام کے لیے کچھ نہ کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود
سے ملاقات ہو گئی شیطان بولا تم کون ہو کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر
کیوں ہو۔ بی بی رحیمہ نے کہا کہ میرا شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں حس وحرکت
کی بھی طاقت نہیں بلکہ صاحب فرش ہے اس لیے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں بس شیطان
لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوا تم کو بتاتا ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر
بہت جلد اچھا ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اگر سور اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت
جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور یہ بہت اچھی دوا ہے۔ پس بی بی رحیمہ حضرت
ایوب سے جا کر بولیں کہ اے حضرت ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقات راستہ میں ہوئی تو میں نے
تمام حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے حضرت ایوب علیہ السلام
نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہے۔ وہ بولیں اگر آپ شراب اور سور کے گوشت کو

استعمال میں لاویں گے تو فوراً آرام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بی بی رحیمہ پر بہت غصہ ہوئے اور کہا اے رحیمہ تو مجھ کو گنہگار کرنا چاہتی ہے! اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام قسم کھا کر بولے کہ اگر میں آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو تجھ کو سَو لکڑی ماروں گا کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بعد دربار الٰہی میں بہت ہی تضرع وزاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کیے اور صبر کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میرے مولا تو مجھے اس معیبت وبلا سے نجات دے اور میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر کرم کر اور اپنا رحم فرما۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے اتنے برس صبر کیا آخری دور میں کیوں رو دیئے؟

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہیں بعضوں نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد تھے قرابتیوں میں سے جو ہمیشہ حضرت ایوب علیہ السلام کی عیادت وتیمارداری میں آیا کرتے تھے ایک روز کہنے لگے کہ حضرت ایوب اگر کوئی گناہ نہ کرتے تو اللہ ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوب اس بات کو سن کر بہت غمگین ہوئے اور رو کر کہنے لگے یا الٰہی تجھ کو خوب معلوم ہے میرے گناہوں کا حال! اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو کیڑے ان کے زخم سے باہر نکل گئے تو حضرت ایوب علیہ السلام نے دونوں کیڑوں کو پکڑ کر اسی گھاؤ میں رکھ دیا اور کہا کہ اپنی جگہ میں رہو تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتدائے بیماری سے اٹھارہ برس تک ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا جناب باری تعالیٰ میں فریاد کی قولہ تعالیٰ: وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ ترجمہ: اور ایوب نے پکارا جس وقت اپنے رب کو الٰہی بیشک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان رحم والوں سے رحم والا تب حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے ایوب تم کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اس کیڑے کے کاٹنے سے بیتاب ہوا ہوں اور اس کا کاٹنا برداشت نہیں کر سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایسی تکلیف نہیں ہوئی اس کے جواب میں حضرت جبرئیل نے ان سے کہا کہ اے ایوب تم نے تو آپ سے آپ اس مرض کو اللہ سے مانگا ہے اور جو کیڑا آپ کے زخم سے

باہر ہو گیا تھا اس کو بھی تو نے اپنے آپ اٹھا کر اس گھاؤ میں رکھا ہے یہ تکلیف اسی کی وجہ سے ہو رہی ہے اور خدا بے گناہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس نے کسی امر میں کسی کو اختیار دیا ہے مگر جو جیسا اللہ سے مانگتا ہے وہ ویسا ہی پاتا ہے اور بعض روایات میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک روز سوداگروں کے قافلے حضرت ایوب کے دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں حضرت ایوب پیغمبر اللہ رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ اللہ کا ہے تو وہ اس بلا میں کیوں گرفتار ہے شاید وہ اللہ کے نزدیک گنہگاروں میں ہو گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس بات کو سنکر زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ سچ کہتے ہوں گے اور مجھ کو تو معلوم نہیں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوب اب تم اندیشہ مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت مضمر ہے۔ پس یہ سنکر حضرت ایوب نے جانا کہ ضرور مجھ پر کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا ہے پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامین کو پکارا تم کہاں ہو آواز آئی میں روح الامین نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ کی طرف سے یہ خبر عتاب لے کر آیا تھا تب ایوب علیہ السلام نے درد سے اپنے معبود برحق کو پکارا قولہ تعالیٰ: وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ ترجمہ: اور پکارا ایوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس کو دیا ہم نے اور اس کی گھر والی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت دی ہم نے بندگی والوں کو، مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا و تکلیف اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک سے شفا دیدی اور اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر فرمایا اے حضرت ایوب علیہ السلام اٹھ باذن اللہ تعالیٰ رحمك وفرحك من الغم، ترجمہ یعنی اٹھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ نے رحم کیا تجھ پر اور راحت دی تجھ کو غم سے، بولے اے جبرائیل امین کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا

مُغۡتَسَلٌ ۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ہ ترجمہ: فرمایا لات مار اپنے پاؤں سے یہ ہے چشمہ نہاتے کا اور پانی پینے کا تب حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا، حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے اس میں نہاؤ اور پانی پیو، اللہ کے فضل وکرم سے آرام پاؤ گے یہ بات سنکر حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی اس چشمہ جاریہ سے نہائے اور اسی سے پانی پیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بالکل چنگے ہو گئے اور اتنے خوبصورت ہو گئے کہ مانند چاند چودھویں رات کے روشن ہو گئے، اور ایک چادر بھی بہشت سے اڑھادی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک ٹیل پر جو قریب ہی تھا۔ اس پر جا بیٹھے۔ چند ہی ساعت کے بعد بی رحیمہ گاؤں سے محنت ومشقت کر کے حضرت ایوب کے لیے کچھ کھانے کو لائیں آ کر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کو چھوڑ گئی تھیں وہاں پر نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر۔ کاش کہ میں اگر جانتی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا تم کو شیر کھا گیا ہے یا بھیڑیا لے گیا ہے۔ اگر میں ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جان دیدیتی اور اس بلا اور محنت کی جلائی سے تمہاری غلامی پاتی اگر تمہاری ہڈی بھی ملتی تو اس کو تعویز بنا کر اپنے گلے میں رکھتی تو اس سے تمہاری یادگار رہتی۔ اب میں کہاں جاؤں اور کس سے پوچھوں کچھ بھی بن نہیں آتی غرض اسی طرح میدان میں چاروں طرف تفحص کرتی پھریں اور زار وزار روتی رہیں۔ جب وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قریب پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو اس طرح روتا ہوا دیکھا تو ان سے اجنبی ہو کر پوچھا اے بی بی تم کیوں روتی ہو اور تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک بیمار تھا میں ان کو تلاش کرتی ہوں۔ اگر تمہیں معلوم ہو تو مجھے بتا دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ اس بیمار کا کیا نام تھا۔ اور اس کی شکل وصورت کیسی تھی۔ وہ بولیں بس شکل وصورت تو آپ کی سی تھی جب وہ تندرست تھے اور ان کا نام ایوب تھا اور وہ پیغمبر اللہ بھی تھے اور حال ان کا ایسا تھا کہ آفتاب کی دھوپ بھی ان کے پہلو میں تپش کرتی تھی کیونکہ تمام بدن کا سڑ گیا تھا اور ان کے گوشت پوست رگوں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور وہ بہت ناتوان و ضعیف تھے اور ان میں کروٹ بدلنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ یہ سنکر حضرت ایوب علیہ السلام مسکرائے اور پھر کہا کہ میرا نام ایوبؑ ہے تم پہچانتی ہو۔ پس رحیمہ بی بی نے ادنیٰ تامل میں ہی پہچان لیا اور صورت وشکل ان کی بدل گئی تھی۔ پس رحیمہ بی بی نے جلدی سے ان کو گود میں بٹھا لیا اور خوش وخوش ہو کر

پوچھنے لگیں کہ اے حضرت یہ تو بتاؤ مجھے کہ آپ کس طرح سے صحت یاب ہوئے۔ ان کے پوچھنے پر حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھایا۔ بی بی رحیمہ وہ چشمہ دیکھ کر اللہ کا شکر بجا لائیں۔ پھر اس کے بعد دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو بیٹے بیٹیاں چھت سے دب کر مر گئے تھے سب کو جلا دیا۔ یہ انبیاء کرام کو معجزے دیے گئے ہیں اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور جو چیزیں گم ہو گئی تھیں وہ بھی واپس سب مل گئیں اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام اولاد صالح اور عورت موافق مرضی کے اور بڑی شکر گزار تھی، پھر آزمانے کے لیے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے، اولاد اکٹھی چھت کے نیچے دب کر مری اور جو دوست دار تھے وہ بھی الگ ہو گئے اور سارے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ اس موقعہ پر صرف ایک عورت رفیق رہی۔ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ ایک کرن گزرنے کے بعد توبہ کی اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دبی ہوئی اولاد کو پھر زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ اور بھی نیک اولاد عطا فرمائی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحت مند تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور ہر طرح سے درست کر دیا۔ الغرض جو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لی تھیں وہ پھر بلکہ اس سے نعمتیں عنایت فرما دیں اور جو بیبیاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس آگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک اور صابر بندے ہوتے ہیں ان کو اللہ قدوس اپنی بیشمار نعمتیں بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ ترجمہ: اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر والیاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے مہر سے اور یادگاری واسطے عقلمندوں کے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمے سے نہایا کرتے اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کے مرے تھے ان کو زندہ کیا اور اتنی ہی اولاد اور عنایت فرمائی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کو ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت بیماری میں جو قسم کھائی تھی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اپنی زوجہ رحیمہ کو

سو لکڑی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کروں حضرت جبرائیل نے آکر اللہ کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا اے ایوب زوجہ رحیمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم اس کو رنج مت پہنچاؤ کیونکہ تمہاری باقی عورتیں تمہاری بیماری میں ساتھ چھوڑ گئی تھیں صرف بی بی رحیمہ ہی تمہاری تیمار داری میں رہی ہیں ان کو حقیقی معنی میں رفیقۂ حیات جانو۔ کیونکہ وہ جس طرح تیری صحت و تندرستی میں شریک حیات رہیں ویسے ہی تمہاری بیماری میں ہر وقت تیمار داری کرتی رہیں اس لیے وہ تمہاری صحیح معنی میں شریک حیات ہیں ان کو کسی طرح سے رنج و غم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں نے حالت بیماری میں قسم کھائی تھی کہ اس کو سو لکڑی ماروں گا یہ سنکر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سینکوں کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہوں وہ مارو صرف ایک دفعہ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہوگا اس لیے تمہاری قسم کی تصدیق ہو جائیگی اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہو گے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ ترجمہ: اور پکڑ اپنے ہاتھوں میں سینکو کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہو۔

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا: اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۔ ترجمہ: تحقیق پایا ہم نے اس کو صبر کرنے والا اچھا بندہ تحقیق وہ رجوع کرنے والا تھا: آخر اس میں کیا حکمت تھی اللہ کو معلوم ہے کہ بندہ کو کسی امر میں صبر نہیں ہے اس لیے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے مخلوق اللہ کو عبرت دلوائی تاکہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرہ تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آب ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تاکہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ اللہ کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے۔ اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور اللہ کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوب تم اس سے نہاؤ اسی پانی کو پیو تاکہ اللہ کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے اپنے پروردگار کا۔ پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت اللہ قدوس سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ ہماری ہر حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لیے ہم سب کو

لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم کو بجالانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دنیائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ابتدائے دنیا سے آج تک بحوالہ تواریخ پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کیا اور پھر اپنی بھرپور نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت میں اڑتالیس برس اور زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنا احوال سکندر ذوالقرنین کا

معتبر راویوں سے یہ چیز واضح ہوئی ہے کہ کس وجہ سے انہیں سکندر ذوالقرنین کہتے ہیں کہ وہ قاف سے قاف تک گئے یعنی وہ مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی تھی اور انہوں نے اپنی بادشاہت کے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے ہیں تیس برس یا اسی برس یا ایک سو بیس کو کہتے ہیں یہی صحیح ہے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک مردگش قرنا اور اس مرد کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور ایک میں قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے ہیں یعنی ایک گوشہ جہاں کا وہ ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ وہ ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے پس اسکندر ذوالقرنین دونوں گوشوں تک پہنچے تھے اور ذوالقرنین اسی لیے کہتے ہیں کہ ان کے دو شاخ تھیں اور اسکندر اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا تولد شہر اسکندریہ میں ہوا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوجہل اور مکے کے کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور شرارت بدذاتی کر کے حضرت کی پیغمبری آزمانے کے لیے ایک شخص کو ملک یثرب میں علما یہود کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعویٰ نبوت کا کرتا ہے ہم نہیں سمجھتے یہ شخص سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ تم کو تو علم توریت خوب معلوم ہے لہٰذا ہمارے لیے چند مسئلے قدیم زمانہ گذشتہ کے جس کا وہ جواب دے سکے اپنی کتابوں سے چن چن کر ہمارے پاس بھیج دو یہاں آکر ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اس سے پوچھیں اور سوال کریں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتاب توریت و زبور سے دیکھ دیکھ کر نکالے مثلاً ان سے پوچھو کہ